OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں زوجین کے باہمی اختلافات کا اسلامی حل

Islamic Solutions of Marital Conflicts in the Light of the Seerah of the Holy Prophet (ﷺ)

Dr. Hina Naz
Assitant Professor, Riphah International University Faisalabad.
IRI Postdoctoral Fellow llUl.
Email: drhinanaz8@gmail.com
ORIC ID: http://orcid.org/000-0002-6651-4165

Received on: 07-01-2025 Accepted on: 12-02-2025

Abstract:

Islam is a complete code of life. For the guidance of human beings, Allah Almighty sent down the Prophets so that the message of Allah Almighty can be conveyed to the new human beings with the best quality. According to the need of time and circumstances, this series of Prophets, peace be upon them, has continued until the end of time. After the appearance of the Holy Prophet, a final seal was put on this series of Rushdo guidance and the Prophet of the end of time, peace be upon him, explained all the matters of life in such a beautiful way that until the Day of Judgment, all mankind will continue to receive guidance from the Prophet's life. The Holy Prophet (peace be upon him) handled every matter of life in a good way. If we look through the door of his prophethood, we will see a very beautiful glimpse of the rights of spouses in the blessed life of the Holy Prophet (peace be upon him). There is a lot of guidance and no corner is left unfulfilled, whether it is the matter of marriage or the right of dowry, any issue of dowry or the arrangements for marriage, in the same way, in the case of separation, the issue of divorce or khula or iddat. Because each and every aspect has been presented in a very beautiful way. If seen in the contemporary context, we see some elements in the society due to which people seem to be bored with their personal life. In general, husband and wife are unhappy with each other and the divorce rate is increasing day by day. By clarifying one aspect in the light of the Prophet's biography, people will be informed about their weaknesses so that this deterioration in the society can be eliminated and the mutual relationship of the spouses will be sustainable and they can live a confident life. Let's be supportive and helpful to each other in our journey and not cause pain to each other. In this article, in the light of the blessed hadiths of the Holy Prophet, this difficulty of the people will be eased by presenting a solution to the problems that arise in the present age, and by bringing the personal affairs of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) in front of the Muslim Ummah in a clear manner, the people will have patience and endurance, the feelings of love and cooperation, tolerance and brotherhood should be promoted.

Keywords: Day of judgment, Glimpse, Spouses, Separation, Relationship, Brotherhood, Iddat

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کا نزول فرمایا تاکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام بااحسن خوبی بنی نو انسان تک پہنچایا جائے۔ وقت اور حالات کی ضرورت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کا یہ سلسلہ نبی آخر الزمان ﷺ تک جاری و ساری رہا ہے۔ نبی پاک ﷺ کے ظہور کے بعد رشد و ہدایت کے اس سلسلے پر ایک حتمی مہر لگا دی گئی اور نبی آخر الزمان ﷺ نے زندگی کے تمام معاملات کو اس خوبصورت انداز سے بیان کیا کہ تا قیامت بنی نو انسان سیرت النبی صلی ﷺ سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ نبی پاک ﷺ نے زندگی کے ہر معاملے کو احسن طریقے سے نبھایا اگر ہم آپ ﷺ کے خانہ نبوت کے درواہ کر کے دیکھے تو ہمیں حقوق زوجین کی ایک بہت ہی خوبصورت جھلک نظر آئے گی نبی پاک ﷺ کی حیات مبارکہ میں ازواج مطہرات کی زندگی سے ہمیں خانگی زندگی کے بارے میں بہت رہنمائی ملتی ہے اور کوئی گوشہ تشنہ تکمیل نظر نہیں آتا خواہ وہ نکاح کا معاملہ ہو یا حق مہر کا، جہیز کا کوئی مسئلہ ہو یا شادی کے انتظامات کا، اسی طرح علیحدگی کی صورت میں طلاق و خلع کا مسئلہ ہو یا عدت کا غرضیکہ ایک ایک پہلو کو بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ عصر حاضر کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو ہمیں معاشرے میں کچھ ایسے عناصر نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ اپنی خانگی زندگی سے بیزار نظر آتے ہیں۔ عام طور پر میاں بیوی ایک دوسرے سے ناخوش نظر آتے ہیں اور طلاق کی شرح میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔زوجین ایک دوسرے کی تحقیر کرتے ہیں اور ان میں قوت برداشت کی کافی حد تک کمی ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ایک ایک پہلو کو واضح کر کے لوگوں کو ان کی کمزوریوں کے بارے میں آگاہ کیا جائے گا تاکہ معاشرے میں ہونے والے اس بگاڑ کو ختم کیا جا سکے اور زوجین کے باہمی تعلقات میں پائیداری آئے اور وہ بااعتماد ہو کر زندگی کے سفر میں ایک دوسرے کے لیے معاون و مددگار ثابت ہوں نہ کہ ایک دوسرے کے لیے اذیت کا باعث بنے۔ اس آرٹیکل میں نبی پاک ﷺ کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں عصر حاضر میں پیدا ہونے والے مسائل کا حل پیش کر کے لوگوں کی اس مشکل کو آسان کیا جائے گا اور آپ ﷺ کے خانگی امور کو وضاحت سے امت مسلمہ کے سامنے لا کر لوگوں میں صبر، قوت برداشت، محبت و تعاون، رواداری اور اخوت کے جذبات کو فروغ دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات کے ساتھ ساتھ تخلیقِ انسانیت کے سلسلہ کو بھی قائم کیا اور افزائشِ نسل کے لیے مرد اور عورت کے ملاپ کو لازم قرار دیا۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (1)

"اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لیے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نشانی قدرت ہے کہ اُس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے جوڑے بنائے کہ وہ تمہاری بیویاں بنتی ہیں اور تم اِن کے خاوند ہوتے ہو۔ یہ اِس لیے کہ تمہیں اِن سے راحت و سکون، آرام و آسائش حاصل ہو۔

اِس آیتِ مبارکہ میں تخلیقِ انسان کا ذکر موجود ہے۔ اُس نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ وہ

اس سے راحت حاصل کر سکے۔ حضرت حوا علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے جو سب سے زیادہ چھوٹی ہے پیدا ہوئی ہیں۔ پس اگر انسان کا جوڑا اِنسان سے نہ ملتا کسی اور جنس سے اِس کا جوڑ بندھتا تو موجودہ الفت و رحمت اس میں نہ ہو سکتی یہ پیار و محبت یک جنسی کی وجہ سے ہے۔اِن میں آپس میں محبت و مودت، رحمت والفت، پیار واخلاص، رحم اور مہربانی ڈال دی پس مرد یا تو محبت کی وجہ سے عورت کی خبر گیری کرتا ہے یا رحم کھا کر اِس کا خیال کرتا ہے۔اِس لیے کہ اِس سے اولاد ہو چکی ہے۔ اولاد کی پرورش اِن دونوں کے میل ملاپ پر موقوف ہے۔ الغرض بہت سی وجوہات رب العالمین نے رکھ دی ہیں جس کے باعث اِنسان باآرام اپنے جوڑے کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر نکاح کے رشتہ میں بندھ جانے کے بعد زوجین تمام زندگی اپنے اپنے حقوق و فرائض کو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں رہ کر زندگی گزارنے کے پابند ہوتے ہیں اور زندگی کی آزمائشوں کا بہادری سے مقابلہ کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں ازدواجی زندگی گزارنے کے اصول وضوابط کو باقاعدہ ایک نظام کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ قرآن میں متعدد مقامات پر رشتہ ازدواج کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ خاوند کی ناشکری کے بارے میں نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں:

((اریت النار فاذا اکثراھلھا النساء یکفرن قیل: ایکفرن باللہ؟ قال: یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان، لواحسنت الی احداھن الدھر ثم رات منک شیئا قالت: مارایت منک خیراقط))(2)

"مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو اِس میں زیادہ تر عورتیں جو کفر کرتی ہیں کہا گیا: کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کیا کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر عمر بھر اِن میں سے کسی کے ساتھ احسان کرتے رہو پھر تمہاری طرف سے کبھی کوئی اِن کے خیال میں ناگواری کی بات ہو جائے تو فوراً کہہ اٹھے گی کہ میں نے کبھی بھی تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔""

اس حدیث مبارکہ میں ناشکری بیوی کا ذکر کیا گیا ہے اور ایسی عورتوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے ہر شخص کو فرائض کی ادائیگی کی تلقین کی ہے تاکہ اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ پر انجام دے اور لوگوں کے حقوق کی مکمل ادائیگی کرے۔ حقوقِ زوجین کا شمار بھی حقوق العباد میں ہوتا ہے۔ زوجین (میاں بیوی) کا رشتہ نکاح کے ذریعے قائم ہوتا ہے۔ نکاح شرعی کے بعد دو اجنبی مرد وعورت رفیقِ حیات بن جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے رنج وخوشی، تکلیف وراحت اور صحت و بیماری غرض یہ کہ زندگی کے ہر گوشہ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ عقدِ نکاح کو قرآن حکیم میں میثاق غلیظ کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی نہایت مضبوط رشتہ، نکاح کی بدولت بے شمار حرام امور ایک دوسرے کے لیے حلال ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن کریم میں دونوں کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے اور دونوں ایک دوسرے سے جسمانی، روحانی اور ذہنی سکون حاصل کرتے ہیں اور شرعی طور پر زوجین کا جسمانی اور روحانی طور پر لطف اندوز ہونا نیز ایک دوسرے کے حقوق کی دائیگی کرنا شریعتِ اسلامیہ کا جز ہیں۔ اِسی رشتہ ازدواج کی بنا پر خاندان کی بنیاد پڑتی ہے اور یہ محض زندگی گزارنے کا عہد نہیں ہوتا بلکہ تاحیات اِس عہد کی پاسداری کرنا شریعتِ اسلامیہ کا حصہ ہے۔ اسلام ایک مکمل نظامِ حیات کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں اِس رشتے سے متعلقہ بڑی واضح معلومات پیش کر دی ہے تاکہ ازدواجی زندگی گزارنی آسان ہو جائے اور بطور نمونہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کو پیش

کر دیا گیا ہے۔اس رشتہ میں وابستہ میاں بیوی تمام معاشرتی سرگرمیوں کو سرانجام دیتے ہیں۔اصولی طور پر دونوں کو ایک دوسرے سے وابستہ رشتہ داروں کے حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور حتیٰ الامکان اِس رشتہ کو نبھانے کے لیے قرآن و حدیث کی تعلیمات کو مد نظر رکھنا ہر ایک کی بنیادی ذمہ داری ہے تاکہ ایک دوسرے کی حق تلفی نہ ہو سکے اور اولاد کی ذمہ داریوں کے ساتھ دوسری ذمہ داریوں کو بھی احسن طریقے سے سرانجام دیں۔ لیکن بسا اوقات زوجین اِس رشتہ کو نبھانے میں تنگی محسوس کرتے ہیں جس کی بنا پر دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ناممکن ہو جاتا ہے تو شریعت اسلامیہ میں جدائی کا مسنون طریقہ بھی موجود ہے تاکہ جس طرح اللہ کو حاضر ناظر جان کر اس رشتہ کی بنیاد پڑی تھی بالکل اسی طرح قرآن و حدیث کی روشنی میں عمدہ طریقے سے جدائی کی جائے۔الغرض حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ اِس رشتہ کو عمدہ طریقے سے نبھایا جائے تاکہ دنیا کے ساتھ آخرت بھی سنور جائے۔شریعتِ اسلامیہ نے مرد اور عورت کو یکساں طور پر حقوق عطا کیے ہیں۔قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ}(3)

''اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے۔البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ غالب (اور) صاحبِ حکمت ہے۔''

اِس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جیسے اِن عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر بھی حقوق ہیں دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا خیال عمدگی سے رکھنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر زوجین کے حقوق و فرائض کا تعین کر دیا۔

((فاتقوااللہ فی النساء فانکم اخذتموھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمۃ اللہ ولکم علیھن ان لا یوطئن فرشکم احداتکرھونہ فان فعلن ذلک فاضربوھن ضربا غیر مبرح ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف))(4)

''لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو تم نے اللہ کی امانت سے انہیں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے اِن کی شرمگاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی ایسے کو نہ آنے دیں جس سے تم ناراض ہو اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو لیکن ایسی مار نہ ہو کہ ظاہر ہو اِن کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اپنی بساط کے مطابق کھلاؤ، پلاؤ، پہناؤ، اوڑھاؤ۔''

ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ ہماری عورتوں کسے ہم پر کیا حق ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تم کھاؤ تو اِسے بھی کھلاؤ جب تم پہنو تو اِسے بھی پہناؤ، اِس کے منہ پر نہ مارو، اِسے گالیاں نہ دو، اِس سے روٹھ کر اور کہیں نہ بھیج دو، ہاں گھر میں ہی رکھو۔''(5) اِسی آیتِ مبارکہ کو پڑھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے کے لیے میں بھی اپنی زینت کروں جس طرح وہ مجھے خوش کرنے کے لیے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہے۔پھر فرمایا کہ مردوں کو اِن پر فضیلت ہے جسمانی، اخلاقی، حکمرانی اور مرتبہ کے لحاظ سے اور اسی طرح خرچ اخراجات، دیکھ بھال اور نگرانی کے لحاظ سے اُن کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔جس طرح عورتوں

پر ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں انہی کے مثل انھیں حقوق بھی عطا کیے گئے ہیں عورت کے ہر حق کے مقابل مرد کا حق ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے دونوں کو یکساں حقوق ودیعت کیے ہیں تاکہ زوجین ایک توازن کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو نبھا سکے اور یکساں حقوق کی تاکید واظہار کے لیے مرد و عورت دونوں کو یکساں ہدایت دی گئیں تاکہ دونوں کے درمیان محبت و ہمدردی و خوشگواری کی فضا قائم رہے اور ایک دوسرے کا مسلسل رعایت و خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یکساں حقوق کے پیشِ نظر ہر معاملے میں اِس اصول کو پیشِ نظر رکھا اور حقوق کی اِس عمدہ انداز سے تقسیم کی کہ دونوں کے حقوق میں کمی یا زیادتی کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ دونوں کو عمدہ طریقے سے زندگی گزارنے کی تاکید کی ہے حالانکہ یہاں تک کہہ دیا کہ مرد اگر عورت کو اپنے ہاتھوں سے ایک نوالہ بھی کھلاتا ہے تو یہ بھی صدقہ جاریہ ہے مرد پر نفقہ کی ذمہ داری ڈالی تو عورت کو گھریلو امور کو سرانجام دینے کی ذمہ داری سونپ دی۔ مرد اولاد کے لیے تگ و دو کرتا ہے تو عورت اُن کی اعلیٰ تربیت کے فرائض کو سرانجام دیتی ہے۔ اگر مرد کو عورت سے شفقت کا درس دیا ہے تو عورت کو بھی مرد کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کے حقوق و فرائض کی منصفانہ تقسیم کا اندازہ اِس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مرد کو اگر طلاق کا حق دیا ہے تو عورت کے لیے بھی خلع کی رخصت پیدا کر کے اپنی عادلانہ تقسیم کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ الغرض زوجین میں مساوی یکساں حقوق کا ذکر فرما کر اس رشتے کو بہتر انداز میں نبھانے کا ایک لائحہ عمل طے کر دیا۔ تاکہ اپنی شرعی پابندیوں میں رہتے ہوئے رشتے کو احسن طریقے سے نبھا سکے۔

اسلام نے معاشرتی نظام قائم کیا ہے۔ اس کی بنیاد بھائی چارہ، میل جول اور باہمی الفت و محبت پر ہے اور معاشرتی نظام میں بنیادی اہمیت زوجین یعنی میاں بیوی کے تعلقات پر ہے۔ انسان نہ صرف انفرادی زندگی رکھتا ہے بلکہ وہ فطرتاً معاشرتی، مزاج رکھنے والی مخلوق ہے۔ اِس کا وجود خاندان کے ایک رکن اور معاشرے کے فرد کی حیثیت سے ہی پایا جاتا ہے۔ معاشرہ اور خاندان کی تشکیل میں بنیادی اکائی میاں بیوی ہیں جن کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔ ازدواجی زندگی میں مرد کو عورت سے ایک درجہ زائد دیا گیا ہے کیونکہ مرد کی ذمہ داریاں اور فرائض عورت سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ خانگی زندگی کے نظم وضبط کو برقرار رکھنے کے لیے زوجین میں سے ایک کا قوام اور صاحبِ امر ہونا ضروری ہے۔ اگر دونوں بالکل مساوی درجہ اور مساوی اختیارات رکھنے والے ہوں تو بدنظمی کا پیدا ہونا یقینی امر ہے۔ اسلام چونکہ ایک فطری مذہب ہے اِس لیے قرآن حکیم میں عدل و انصاف کو برقرار رکھتے ہوئے مرد اور عورت کے لیے یکساں ہدایت موجود ہے تاکہ دونوں اپنے منصب اور حیثیت کے مطابق اپنی زندگی کو اسلام کے مقررہ قواعد و ضوابط کے تحت گزارے تاکہ ایک دوسرے کی حق تلفی نہ ہو اور زندگی احسن طریقے سے گزارے۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا''(6)

''اوراِن کے ساتھ اچھی طرح رہو سہو۔ اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اِس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے۔''

اس آیتِ مبارکہ میں حکم دیا گیا ہے کہ ازدواجی زندگی میں اپنی بیویوں کے ساتھ احسن طریقے سے زندگی گزارو۔ اُن کے ساتھ نرم جوئی اور

خندہ پیشانی سے پیش آؤ کیونکہ ارشادِ ربانی تعالیٰ ہے:

''وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ''(7)

''البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔''

اِس آیتِ مبارکہ میں مردوں کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے۔اسلام چونکہ ایک فطری مذہب ہے اِس لیے منصفانہ تقسیم کے تحت زوجین میں سے ایک کو قوام اور صاحب امر اور دوسرے کو مطیع اور ماتحت بنانا ضروری سمجھا اور قوامیت کے لیے مرد کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اعصابی طور پر مضبوط ہوتا ہے اور عورت کو صنف نازک کی بنا پر مرد کے ماتحت کر دیا تاکہ دونوں اپنے اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہو اور زندگی کے اہم صلاح و مشورے سے زندگی میں پیش آنے والے مسائل کو احسن طریقے سے حل کریں تاکہ بہترین ازدواجی زندگی گزارنے کے قابل ہوں اور شوہر اپنی بیوی کی بہتری اور فلاح و بہبود کی کوشش کرے۔اس کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھے اگر کسی بات پر سرزنش کرنی ہو تو خوابگاہ میں علیحدہ کر دے اور حتی الامکان مار پیٹ سے گریز کرے اور ناگزیر حالات میں معمولی طور پر مارنے کی اجازت ہے۔آپ ﷺ نے عورت پر تہمت لگانے اور الزام تراشی سے بھی منع فرمایا ہے:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت پسلی کی مانند ہے اگر تم اِس کو سیدھا کرو گے تو اِس کو توڑ دو گے اِس سے اس کی کجی کے ساتھ ہی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔''(8)

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کو کہا ہے تاکہ باہمی اتفاق و محبت میں زوجین اپنے فرائض کو بحسن خوبی سرانجام دے سکیں تاہم شوہر کے حقوق و فرائض درج ذیل ہیں:

۱۔مہر ۲۔نفقہ ۳۔عدل و مساوات

نکاح کے وقت بیوی کا مہر ادا کرنا مرد کا فرض ہے کیونکہ اِس کو عورت پر جو حقوقِ زوجیت حاصل ہوتے ہیں وہ مہر کا معاوضہ ہیں اور مہر کو ادا کرنا شوہر پر لازم ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ''(9)

''اور عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔''

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر مہر کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے مہر کی کوئی خاص مقدار معین نہیں فرمائی البتہ خود آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم (یا اِس کے قریب) مقرر فرمایا اور ازواجِ مطہرات کا مہر بھی یہی تھا۔حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا کہ خود رسول اللہ ﷺ کا مہر کتنا تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے لیے جو مہر مقرر فرمایا تھا وہ ساڑھے بارہ اوقیہ تھا۔''(10)

اِس حدیثِ مبارکہ سے مہر کی ادائیگی کا علم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اِن سے فرمایا "کہ فاطمہ کو کچھ دے دو" انھوں نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تمہاری زرہ کہاں ہے؟ عرض کیا: وہ میرے پاس ہے فرمایا "وہی دے دو۔"(11)

نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹیوں اور زوجاتِ مطہرات کے حق مہر کو خوشدلی سے ادا کیا البتہ طلاق اور لعان کے بعد مہر کی واپسی نہیں ہو گی جب کہ خلع کی صورت میں مکمل یا کچھ مہر شوہر واپس لے سکتا ہے۔ بہر حال بوقتِ نکاح مہر کی ادائیگی کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ سربراہِ خاندان کی حیثیت سے اہل وعیال کے لیے نان ونفقہ کا بندوبست کرنا مرد کا فرض ہے خرچ کی ذمہ داری مرد پر ڈالے جانے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب عورت حمل وولادت کے کٹھن مراحل سے گزرنے کے بعد بچوں کی تعلیم وتربیت میں مصروف رہتی ہے اور خانگی امور کے فرائض کو سرانجام دینا بھی عورت کی ذمہ داری ہے۔ اِن ذمہ داریوں کی بنا پر وہ کسب و کمائی کے لیے فارغ نہیں ہو پاتی۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے نزدیک "وہ شوہر کے حقوق میں مشغول رہ کر کمائی کے لیے فارغ نہیں ہو پاتی۔(12) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر ایک دینار تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ایک غلام کو آزاد کرانے میں خرچ کیا۔ ایک مسکین پر صدقہ کیا اور ایک اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا تو اجر کے لحاظ سے وہ دینار سب سے افضل ہے جو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔"(13)

اِس حدیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ جاریہ ہے۔ قرآن وحدیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ نان ونفقہ کی ذمہ داری کا بوجھ مرد کے کندھوں پر ہے بلکہ شوہر کو ترغیب دی گئی ہے کہ مختلف طریقوں کے ذریعے اپنی زوجہ اور اولاد کے لیے آسانی فراہم کرے۔ زوجین کے مابین باہمی تعاون ذمہ داری کی کما حقہ ادائیگی کے لیے بے حد ضروری ہے کیونکہ بیوی کے تعاون کے بغیر شوہر گھر کی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نہیں نبھا سکتا۔ شوہر کا زیادہ تر وقت بیرونی معاملات میں گزرتا ہے جب کہ عورت نے بطور منتظم تمام گھریلو امور کی دیکھ بھال کرنی ہوتی ہے۔ اخراجات کی فراہمی کا کام شوہر کے ذمے ہے اور بیوی کے خرچ کرنے کے سلسلہ میں تعاون کی شکلیں درج ذیل ہیں:

شوہر کی اولین ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کے لیے نان ونفقہ کا بندوبست کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((قال رسول اللهﷺ ان احق مايا كل الرجل من اطيب كسبه وان ولده من اطيب كسبه))(14)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا عمدہ کھانا وہ ہے جو اِس کی پاک کمائی سے ہو اور اِس کی اولاد بھی اِس کی پاک کمائی سے ہے۔"

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے حلال کمائی کے حصول کے لیے ہونے والی تگ ودو کا ذکر فرمایا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ اپنے اہل وعیال کے لیے نان ونفقہ کی ادائیگی کے لیے رزقِ حلال کمائے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے حلال کمائی کے کھانے کو عمدہ کھانا قرار دیا ہے۔ بے شک حلال کمائی کم ہو لیکن اللہ تعالیٰ اِس میں بے پناہ برکت ڈال دیتا ہے اور زوجین اتفاق ومحبت سے شب وروز گزارتے ہیں۔ حدیثِ عائشہ

رضی اللہ عنہا کی روشنی میں معلوم ہوا ہے کہ حلال کمائی سے پروان چڑھنے والی اولاد نیک و صالح ہوگی۔ عصرِ حاضر میں لوگ مادیت پرست اِس حد تک ہو گئے ہیں کہ وہ پیسے کی دوڑ میں لگ گئے ہیں اور دِن رات ایسے طریقوں سے روپیہ اکٹھے کرتے ہیں جو کہ ناجائز اور حرام کمائی کا ذریعہ بنتا ہے۔ والدین اپنی اولاد کو جدید سہولیات فراہم کرتے ہیں اور حلال و حرام کی تمیز کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آخرت کے عذاب کو اپنا مقدر بنا لیتے ہیں لیکن انھیں اِس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا ''اور اُس کی اولاد بھی پاک کمائی سے ہو'' حکمت سے خالی نہیں ہے۔ ظاہری بات ہے کہ حرام کمائی سے پروان چڑھائی گئی اولاد کبھی بھی نیک کاموں کو نہیں سرانجام دے سکتیں اور اِنسان مال اور اولاد کے ذریعے ہی آزمایا جاتا ہے۔ اِس لیے یہ والدین کا فرض ہے کہ اسلامی حدود و قیود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنی اولاد کی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ بیوی اپنے گھر کی نگرانِ اعلیٰ ہوتی ہے۔ شوہر دن رات محنت مزدوری کرتا ہے اور عورت اپنے گھر کے نظام کو چلاتی ہے۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بیوی اپنے شوہر کے مال میں سے کسی کو کھلائے اور اِس کا ارادہ گھر کو بگاڑنے کا بھی نہ ہو تو اِسے اِس کا ثواب ملتا ہے اور شوہر کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے اور خزانچی کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے۔ شوہر کو کمانے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے اور عورت کو خرچ کرنے کی وجہ سے۔''(15)

اِس حدیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کا خرچ کرنا اِس شرط کے ساتھ ہے کہ اِس کی نیت برباد کرنے کی نہ ہو۔ بعض معاملات میں اُسے شوہر کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس کا اجازت لینا اِس لیے ضروری ہوتا ہے کہ بعد ازاں اگر شوہر کے علم میں آجائے تو اُن کے تعلقات کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ شوہر کی اجازت سے بہت سے مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔ مگر معمولی کھانے پینے کی چیزوں میں ہر وقت اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اگر بیوی کسی نیک مقصد کے لیے پیسہ خرچ کرتی ہے تو اِس سے اللہ کی ذات بھی خوش ہوتی ہے اور مال میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ البتہ ایک نیک اور اطاعت گزار بیوی کو ہر کام اپنے شوہر کی رضامندی سے کرنا چاہیے۔ کسی کو ہدیہ دینے کے لیے بیوی کو چاہیے کہ وہ خاوند سے اجازت لے تاکہ گھریلو ماحول میں کسی قسم کی تلخی پیدا نہ ہو۔

''حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے ایک لونڈی نبی کریم ﷺ سے اجازت لیے بغیر آزاد کر دی پھر جس دن نبی کریم ﷺ کی باری آپ کے گھر آنے کی تھی انہوں نے خدمتِ نبوی ﷺ میں عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم بھی ہوا، میں نے ایک لونڈی آزاد کر دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا تم نے آزاد کر دیا؟'' انہوں نے عرض کیا ہاں! فرمایا: ''اگر اس کی بجائے تم نے اپنے ننھیال والوں کو دی ہوتی تو تمہیں اِس سے بھی زیادہ ثواب ملتا۔'' ''(16)

اِس حدیثِ مبارکہ میں ہدیہ کا ذکر موجود ہے کہ کسی کو ہدیہ دینے سے پہلے شوہر کی رضامندی کا ہونا بے حد ضروری ہے کیوں کہ اگر شوہر کی رضامندی مقصود نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ خاموش رہتے اور کسی بھی قسم کی رائے کا اظہار نہ فرماتے۔ اگر بیوی کو شوہر منع کر دے تو عورت کو سمجھ داری سے کام لیتے ہوئے ضد نہیں کرنی چاہیے اور اُس کی رضا میں خوش ہونا چاہیے۔ عورت کا شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے شوہر کے ساتھ مالی تعاون کرنا جائز ہے۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے ہدی ساتھ لے کر چلتے تھے اور میں اِن کے قلادے بٹا کرتی تھی۔ پھر بھی آپ (احرام باندھنے سے پہلے) اِن چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے تھے جن سے ایک محرم پرہیز کرتا ہے۔''(17)

اِس حدیثِ مبارکہ میں حضرت عائشہ اپنے ہاتھوں سے ہار بٹا کرتی تھیں اگر عورت کا کام کرنا جائز نہ ہوتا تو نبی پاک ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو واضح طور پر منع کر دیتے۔ پس عورتوں کے لیے اس قسم کی صنعت و حرفت کے کام کرنا کوئی معیوب نہیں ہے۔ عصرِ حاضر کے تناظر میں عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایسے کام کر کے اِس کا ہاتھ بٹا سکتی ہے اگر عورت کے پاس وراثت یا ملازمت سے حاصل ہونے والا زائد مال ہو اور شوہر کی آمدنی کم ہو تو مناسب ہے کہ عورت اپنے شوہر کی مالی معاونت کرے تا کہ خاندان کو فروانی و کشائش حاصل ہو ایسی صورت میں عورت کی معاونت مستحب ہے۔ ازدواجی زندگی میں میاں بیوی ایک دوسرے کے خوشی و غمی کے ساتھی ہوتے ہیں۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آخری سانس تک گزارہ کرتے ہیں۔ کبھی انسان پر خوش حالی ہوتی اور کبھی تنگ دستی۔

''ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ محمد ﷺ کے گھر والوں پر آدھا آدھا اور پورا مہینہ گزر جاتا تھا اِن کے پاس (کھانا پکانے اور) چراغ جلانے تک کے لیے آگ نہ ہوتی تھی قاسم بن محمد کہتے ہیں میں نے پوچھا: آپ لوگ کھاتے پیتے کیا تھے؟ اُم المومنین نے فرمایا: کھجور اور پانی۔''(18)

اِس حدیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت خوش حالی میں اپنے شوہر کے ساتھ خوش رہتی ہے۔ اگر کبھی ناگہانی وجوہات کی بنا پر شوہر تنگ دست ہو جائے تو عورت کو حوصلے سے کام لینا چاہیے کیونکہ یہ بھی اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے اور اللہ اپنے نیک بندوں کو مال اور اولاد سے آزماتا ہے۔ خانہ نبوت میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج نے ہمیشہ صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ کھجور اور پانی پر گزارہ کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ آدھا آدھا مہینہ گزر جاتا نہ ہی تو گھر میں چراغ جلتا اور نہ ہی چولہا جلتا اور صرف پینے کے لیے پانی ہوتا اور کھانے کے لیے کھجور۔ اگر عصرِ حاضر میں جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج کل عورتیں خوشحالی میں خوش رہتی ہیں۔ جیسے ہی تنگ دستی ہوتی ہے تو سمجھداری کا مظاہرہ نہیں کرتی اور کوشش کرتی ہیں کہ کسی طرح طلاق لے کر کسی دوسرے مرد سے رشتہ ازدواج میں بندھ جائے یا دوسری صورت میں ہر وقت شوہر کو پریشان کرنا، اُسے طعنے دینا معمول کی باتوں میں شامل ہو جاتا ہے جس کی وجہ ازدواجی مسائل بڑھتے ہیں اگر حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روشنی میں ہم جائزہ لیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی ازواج نے آپ ﷺ کے عقد نکاح میں آنے کے بعد کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا اور یہی حال خاتم المرسلین نبی پاک ﷺ کا تھا۔ انہوں نے زندگی کی سختیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کا درجہ تمام عورتوں سے بلند کر دیا اور امہات المومنین قرار پائی۔ اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی بنا پر موجودہ دور کی عورت میں قوتِ برداشت کی کمی ہے۔ اگر آخرت کے اجر عظیم کا اندازہ ہو جائے تو ہر عورت اپنے شوہر کے لیے باعثِ راحت ہو نا کہ باعثِ اذیت، ہمیں زوجات مطہرات کی زندگی سے سبق سیکھنا چاہیے تا کہ دنیا کے اِس امتحان میں کامیابی سے سرخرو ہو۔ مرد کا تیسرا فرض یہ ہے کہ اس کو عورت پر جو ترجیحی حقوق اور اختیارات دیئے گئے ہیں اُن کی ادائیگی میں عدل و مساوات کو مدِ نظر

رکھے۔ بیوی کے ساتھ فیاضیانہ سلوک کرے اور اس کی دل آزاری سے پرہیز کرے اور حسنِ سلوک سے پیش آیا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں اِس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاق برتاؤ (سب کے ساتھ) بہت اچھا ہو اور (خاص کر) بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف و محبت کا ہو۔''[19]

اس حدیثِ مبارکہ میں کامل ایمان شخص کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جس شخص کے دل میں جتنا تقویٰ زیادہ ہو گا وہ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر ہو گا اور بحیثیت شوہر وہ اپنی بیوی سے اچھا سلوک روا رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی زوجاتِ مطہرات کے ساتھ عدل و مساوات سے پیش آتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ گھر کے کاموں میں مصروف رہتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو آپ فوراً نماز کے لیے نکل جاتے۔[246] اِس حدیثِ مبارکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے گھریلو معاملات کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ گھریلو کاموں میں اپنی زوجات مطہرات کا ہاتھ بٹاتے تھے اور گھر کے تمام کام خوشی سے سرانجام دیتے لیکن نماز کے وقت فوراً گھر سے باہر چلے جاتے۔ اِس حدیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدل و مساوات کا تقاضا یہ ہے کہ شوہر کو گھریلو امور میں اپنی بیوی کا ہاتھ بٹانا چاہیے اگرچہ مرد کو گھر میں حاکمیت کا درجہ دیا گیا ہے لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوی اِس کی یا اِس کے گھر والوں کی ملازمہ ہے۔ اِس کے گھریلو امور میں مدد کرنا شوہر کا فرض ہے۔ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ گھر کا کام کرنا کسی مرد کے لیے باعث عار نہیں کیونکہ یہ پیغمبرِ اسلام کی سنت ہے جس پر عمل کرنا باعثِ ثواب ہے۔ عدل و انصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے شوہر کو درج ذیل امور سرانجام دینے چاہیے۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد نسبی رشتوں کا تقدس بنیادی اہمیت رکھتا ہے:

((عن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ قالت: قلت: یارسول اللہ ﷺ! انکح اختی بنت ابی سفیان، قال: (وتحبین ذلک؟) قالت: نعم لست لک لمخلیہ واحبّ من شارکنی فی الخیر اختی، قال: (ان ذلک لا یحل لی).))[20]

''نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری بہن (عزہ) بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تم اسے پسند بھی کرو گی؟ (کہ تمہاری بہن تمہاری سوکن بن جائے)'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، اس سے خالی تو میں اب بھی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ اپنی بہن کو بھی بھلائی میں اپنے ساتھ شریک کر لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے لیے جائز نہیں ہے۔ (دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا)''

حدیثِ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا میں نسبی رشتوں میں تقدس کا ذکر موجود ہے۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد شوہر کے عزیز و اقارب قابلِ احترام ہوتے ہیں۔ اِسی طرح بیوی کے رشتہ داروں کا احترام بھی لازم ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث میں واضح طور پر ایسے احکامات موجود ہیں۔ جس کی بنا پر ان رشتوں کے ساتھ کچھ شرعی پابندیاں بھی لاگو ہو جاتی ہے

نبی پاک ﷺ نے اسوۂ حسنہ سے ازواج میں عدل و انصاف کو برقرار رکھنے کی تاکید کی ہے۔ شوہر کے فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ تعدد

ازواج کی صورت میں عدل وانصاف کے تقاضا کو برقرار رکھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باریاں تقسیم کرتے تو عدل کرتے اور فرماتے:

''اے اللہ میری یہ تقسیم اختیاری چیزوں میں ہے مجھے ان چیزوں میں مواخذہ نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔''(21)

اِس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ اپنی ازواج کے معاملے میں عدل وانصاف کو برقرار رکھنے کے لیے دُعا فرماتے تھے یہاں تک کہ شب گزاری میں بھی انصاف کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کبھی کسی کی حق تلفی نہ کی۔ نبی پاک ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شب عروسی کے بعد کہا کہ اگر میں تمہارے پاس تین دن سے زیادہ رہوں گا تو باقی ازواج کے ساتھ بھی اتنے ہی دن گزارنے کا پابند ہوگا حالانکہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی لیکن آپ ﷺ نے کبھی کسی کی بھی حق تلفی کو پسند نہ کیا یہی وجہ تھی کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سات دن کی بجائے تین دن کو زیادہ پسند کیا تاکہ نبی پاک ﷺ اُن کے پاس جلد از جلد آجائے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ سے عدل کی دُعا کرتے تاکہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔ تعدد ازواج کی بنا پر مرد کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ ازواج کے مابین عدل وانصاف کو مدنظر رکھے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہوں۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لیے قرعہ اندازی کرتے اور جن کا قرعہ نکل آتا انہیں کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ آپ کا یہ بھی طریقہ تھا کہ اپنی تمام ازواج کے لیے ایک دن اور ایک رات کی باری مقرر کر دی تھی۔ البتہ آخر میں سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی اِس سے اِن کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی رضا حاصل کرنی تھی۔''(22)

اس حدیثِ مبارکہ میں ایک سے زیادہ ازواج ہونے کی صورت میں عدل وانصاف کے تقاضے کو مدِ نظر رکھنے کی تاکید کی ہے۔ نبی کریم ﷺ جب سفر پر جاتے تھے تو تمام ازواج کے درمیان ناموں کی قرعہ اندازی کرتے جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلتا وہ سفر پر آپ کے ہمراہ ہوتی۔ نبی کریم ﷺ اپنے خانگی امور میں ہر وقت انصاف کے تقاضے کو مدِ نظر رکھتے تھے۔ کسی کی دل آزاری نہیں کرتے تھے۔ اس کی واضح مثال متذکرہ بالا حدیث مبارکہ ہے کہ آپ ﷺ سفر پر روانگی کے وقت باقاعدہ قرعہ ڈالتے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور تمام ازواج اِس فیصلے پر راضی ہو جاتیں اور نبی پاک ﷺ کو بخوشی سفر پر روانہ کرتیں اور کسی کو اعتراض نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ازواج کے مابین وقت گزارنے کے لیے دن مقرر کیے ہوتے تھے اور آپ ﷺ اپنے مقررہ وقت پر پہنچ جاتے تاکہ کوئی شکوہ نہ کریں یہی وجہ تھی کہ حضرت سودہ بنت زمعہ h عمر رسیدہ تھیں اور اِن کے دل میں یہ خوف تھا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ ان کو اپنے سے علیحدہ نہ کر دیں۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لیے اپنی باری حضرت عائشہ h کو ہبہ کر دی تاکہ نبی پاک ﷺ کا دل خوش ہو جائے کیونکہ نبی پاک ﷺ حضرت عائشہ h سے بہت ہی زیادہ دلی لگاؤ رکھتے تھے اور اسلام میں اس قسم کا ہبہ جو باہمی رضامندی سے ہو جائے جائز ہے۔ نبی

پاک ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک سے زیادہ شادیاں کی ہے تو تمام ازواج کو ایک جیسی سہولیات فراہم کریں اور اُن کے عیش وآرام کا خیال رکھے۔ شوہر کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ کرے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ زوجاتِ مطہرات کے درمیان عدل وانصاف کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے تھے اور اُن کے درمیان پیدا ہونے والی کشیدگی کو اس انداز سے سلجھاتے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہوتی۔

"اُم المومنین حضرت صفیہ h فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میں رو رہی تھی حضور ﷺ نے مجھ سے رونے کا سبب پوچھا۔ میں نے کہا: مجھے پتا چلا ہے کہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا میری وجہ سے پریشان ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم اُس سے بہتر ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی چچازاد بھی ہیں اور اُن کی بیویاں بھی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتی ہو؟ میرا باپ ہارونؑ ہیں میرا چچا حضرت موسیٰ اور میرے شوہر محمدؐ ہیں۔"[23]

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی پاک ﷺ نے حضرت صفیہ h کی دلجوئی کی کیونکہ حضرت صفیہ h کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا اور مذہب کے لحاظ سے وہ ایک یہودی تھیں۔ اور نبی پاک ﷺ کی زوجیت میں آتے ہی مشرف بااسلام ہو چکی تھیں۔ نبی کریمؐ نے رونے کا سبب پوچھا تو حضرت صفیہ h نے تمام ماجرا سنا دیا کہ حضرت حفصہ h اور حضرت عائشہ صدیقہ h اُن کے بارے میں اچھا گمان نہیں کرتیں اور یہ کہ میں اُن سے کمتر ہوں کیونکہ میں ایک یہودی کی بیٹی ہوں اور وہ دونوں مجھ سے اعلیٰ وارفع ہیں کیونکہ اُن کا تعلق آپ ﷺ کے رشتہ داروں سے ہے۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت صفیہ h کی دل جوئی کی تاکہ اُن کا دل نہ دکھے اور کہا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہا؟ کہ میں تم سے کیسے کم تر ہو سکتی ہوں کیونکہ میرے والد، میرے چچا اور میرے شوہر تینوں اللہ کے پیغمبر تھے۔ نبی پاکؐ اپنی ازواج کے درمیان منفی خیالات کو پروان نہ چڑھنے دیتے اور فوراً ہی وضاحت کر کے اُن کے درمیان تعلقات کو ہموار کرنے کی کوشش کرتے تاکہ کہیں ایک دوسرے سے بدگمان نہ ہو جائیں۔

اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کو سمجھ داری سے حل کرنا چاہیے اور ایک سے زیادہ ازواج ہونے کی صورت میں مرد کو اپنا کردار مثبت انداز میں ادا کرنا چاہیے تاکہ زوجین کے مابین تعلقات کی نوعیت خراب نہ ہو کیونکہ اِس سے ایک تو گھریلو ماحول تباہ ہوتا ہے اور ذہنی سکون ختم ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تاحیات زوجاتِ مطہرات کے درمیان عدل ومساوات کو برقرار رکھا یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو بھی عدل ومساوات کے تقاضے کو مدِ نظر رکھا اور تمام ازواج سے حضرت عائشہ h کے حجرے میں قیام کی باقاعدہ اجازت لی۔ اس سے نبی پاک ﷺ کی عادلانہ طبیعت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وفات کے قریب جب انسان کو کوئی ہوش نہیں ہوتا تب بھی آپ ﷺ نے اپنے حواسوں کو برقرار رکھا اور نبی پاک ﷺ نے اپنی ازواج کی دل آزاری کے پیشِ نظر حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں جانے کی اجازت مانگی۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد عورت کی دوسری اہم ذمہ داری امورِ خانہ داری کی انجام دہی ہے کیونکہ بیوی گھر کی منتظم اعلیٰ ہوتی ہے اور گھر میں پرسکون ماحول کو قائم دائم رکھنے میں بیوی کا سمجھداری اور سلیقہ شعار ہونا بے حد ضروری ہے اور امورِ خانہ داری میں مہارت کی بناپر تمام امور کو بہتر انداز میں سرانجام دے گی اِس کے لیے شوہر کا

تعاون بھی بے حد ضروری ہے کیونکہ اس سے گھریلو ماحول بھی پر سکون رہتا ہے۔ امورِ خانہ داری کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''جب رات کو سونے لگو تو چراغ بجھا دیا کرو اور دروازے بند کر لیا کرو اور مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کرو اور کھانے پینے کی چیزیں ڈھک دیا کرو۔''(24)

اِس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے اُن امور کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق امورِ خانہ داری سے ہوتا ہے اور کس قدر خوبصورت انداز میں مرد اور عورتوں کو تاکید کی ہے کہ ان امور کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔ ورنہ اس کے مضر اثرات خاندان کے تحفظ اور حفظانِ صحت پر مرتب ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ کی گھریلو زندگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تمام گھریلو امور کو سرانجام دیتے۔ زوجات مطہرات کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ معمولی سے معمولی کام کرنے میں عار محسوس نہ کرتے تھے۔ شوہر کی خدمت کرنا عورت کی ذمہ داری ہے۔ عورت کو مرد کی تمام ضرورتوں کا خیال رکھنا چاہیے اور اُس کو آرام و سکون پہنچانا چاہیے۔

''ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے لیے تین برتن ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ ایک برتن آپ کے وضو کے لیے، ایک برتن آپ ﷺ کی مسواک کے لیے اور ایک برتن آپ کے پانی پینے کے لیے۔''(25)

اِس حدیثِ مبارکہ میں شوہر کی خدمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ زوجاتِ مطہرات کی زندگی تمام عورتوں کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تمام زوجات اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتیں تاکہ نبی کریم ﷺ کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔ میاں بیوی کا رشتہ مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتا ہے۔ بیوی کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شوہر سے اپنے ناز و نخرے کا اظہار کرے۔ اُس سے اپنی خواہشات کو منوائے۔

((عن میمونۃ رضی اللہ عنہا قالت: خرج رسول اللہ ﷺ ذات لیلۃ من عندی فاغلقت دونہ فجاءہ یستفتح فا بیت ان افتح، فقال: اقسمت الا افتحت لی فقلت لہ: تذھب الی ازواجک فی لیلتی فقال: ما فعلت ولکن وجدت حقنا من بول))(26)

''ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے نکلے۔ آپ تشریف لے گئے تو میں نے دروازہ بند کر لیا۔ آپ ﷺ جب واپس آئے تو دروازہ بجایا میں نے دوازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے دوروازہ نہ کھولنے کی قسم کھالی ہے؟ میں نے کہا آپ میری باری کی رات میں دیگر ازواج کے پاس کیوں تشریف لے گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا میں تو پیشاب کی وجہ سے حقنہ (دوائی) استعمال کرنے گیا تھا۔''

حدیثِ میمونہ رضی اللہ عنہا میں عورت کے ناز و نخرے کا ذکر کیا گیا ہے نبی پاک ﷺ نے زوجاتِ مطہرات میں دنوں کی تقسیم کی ہوئی تھیں تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مقررہ دن کو اُن کے پاس آئے تو رات کو باہر نکل گئے۔ واپسی پر نبی پاک ﷺ نے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن میں نے دوازہ نہ کھولا اور ناراضگی کا اظہار کیا اور شکوہ کیا کہ میری باری کی رات آپ ﷺ دیگر ازواج کے پاس کیوں گئے؟ تو نبی پاک ﷺ نے اپنے جانے کا سبب بتایا پھر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھولا اور اندر آنے

دیا۔اِس حدیثِ مبارکہ میں میاں بیوی کے باہمی تعلقات کی نوعیت کا ذکر کیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کسی بات پر ناراضگی کا اظہار شوہر کے سامنے کر سکتی ہے۔ شوہر سے لاڈ اٹھوا سکتی ہے اور شوہر اپنے ناروا سلوک کی وضاحت اپنی بیوی کے سامنے کر سکتا ہے۔بیوی سارا دن گھریلو کام کاج میں مصروف رہتی ہے۔ تھک جاتی ہے تو یہ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ اُس کی دلجوئی کرے پیار و محبت والا سلوک کرے اور تعدد ازواج کی صورت میں عدل وانصاف کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھے۔تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور شوہر کو بھی اپنے شرعی حد سے باہر نہیں نکلنا چاہیے اُسے چاہیے کہ بیوی کے حقوق وفرائض کی ادائیگی کو احسن طریقے سے سرانجام دے اور بیوی کو بھی چاہیے کہ شوہر کے آرام وسکون کا خیال رکھے اور اُس کو ہر قسم کی پریشانی سے دور رکھے تاکہ وہ پر سکون اور آرام دہ زندگی گزاریں۔

عورت کا تقدس چادر اور چار دیواری میں ہے۔ شادی شدہ عورت اپنے شوہر کے گھر میں بحیثیت نگران اہم کردار ادا کرتی ہے۔اِس لیے عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے تقدس کا خیال رکھے۔

((عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: سمعت رسول اللہﷺ یقول مامن امراۃ تضع ثیابھا فی غیربیت زوجھا الاھتکت مابینھا وبین اللہ عروجل))(27)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اپنے کپڑے اتارے اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ تو ایسی عورت اپنے اور اللہ کے درمیان والا پردہ پھاڑ دیتی ہے۔''

اِس حدیثِ مبارکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورت کے تقدس کو پامال کرنے والی عورتوں کے بارے میں اللہ کی ناراضگی کا ذکر کیا ہے۔ایسی عورتیں جو گھر سے باعزت طریقے سے جاتی ہے اور کسی وجہ سے شوہر کے گھر کے علاوہ ایسی جگہ پر اپنے کپڑے اتارے جس سے اُس کی عزت اور ناموس پامال ہوں تو ایسی عورتوں اور خدا کے درمیان تقدس کا پردہ چاک ہو جاتا ہے جیسا کہ عصرِ حاضر میں شاپنگ مال میں ایسے کمرے بنے ہوتے ہیں جہاں عورتیں اپنے کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہنتی ہے یا کسی اور وجہ سے برہنہ ہوتی ہے تو ایسی عورتوں کو آخرت میں سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ ہونا بے حد ضروری ہے اگر اس رشتہ میں جھوٹ کی ملاوٹ شامل ہو جائے تو یہ رشتہ زیادہ دیر تک مضبوط بنیادوں پر استوار نہیں ہو سکتا۔

''ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ غصہ جھوٹ پر آتا تھا اور اگر کسی کا تھوڑا سا جھوٹ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس ثابت ہو جاتا ہے جب تک وہ توبہ نہ کر لیتا آپ ﷺ کے دل سے وہ بات نہ جاتی۔''(28)

اِس حدیث مبارکہ میں نبی پاک ﷺ نے جھوٹ بولنے کی ممانعت کی اور ازدواجی زندگی میں جھوٹ کی ہلکی سی بھی رمق شامل ہو جائے تو ازدواجی زندگی بے رونق ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی نبی پاک ﷺ نے جھوٹ کو ناپسند فرمایا اور یہ حقیقت ہے کہ بیوی چھوٹے چھوٹے معاملات میں جھوٹ کا سہارا لیتی ہے تو ایک طرف تو وہ اللہ کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے اور دوسرا وہ اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے اور اگر کسی وجہ سے شوہر پر جھوٹ ثابت ہو جائے تو شوہر کی نظروں میں گر جاتی ہے اور یہی صورتِ حال اگر مرد کے ساتھ ہوں تو مرد بھی اپنی بیوی کی نظروں میں وہ

مقام و مرتبہ کھو بیٹھتا ہے۔اِس لیے اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو نبی پاک ﷺ کا جھوٹ سے منع کرنا زندگی کے تمام معاملات میں ایک خاص حکمت عملی کے تحت تھا۔ رشتہ ازدواج کی بنیاد ہی خالص اعتماد کے رشتہ پر ہوتی ہے اگر زوجین اپنے اپنے رشتہ کو خدا اور سول کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر گزارے تو دنیا میں ہی وہ جنت کو دیکھ لیں گے اور آخرت میں بھی جنت کے مستحق ہوں گے۔

اِنسان زبان کے ذریعے اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ شادی شدہ زندگی میں مرد و عورت کی گفتگو بہت ہی زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ سخت لہجہ اور بدزبانی سے ازدواجی زندگی میں بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں جب کہ نرم خوئی اور شائستہ گفتگو کرنے والوں کو سب پسند کرتے ہیں۔ اندازِ گفتگو کے بارے میں بہترین رہنمائی نبی اکرم ﷺ کی زندگی سے ملتی ہے۔ اندازِ گفتگو میں ٹھہراؤ اور شائستگی کی علامت ہے۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السام علیکم (تم پر موت آئے) اِس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر بھی موت آئے اور اللہ کی تم پر لعنت ہو اور اِس کا غضب تم پر نازل ہو۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر و عائشہ! تمہیں نرم خوئی اختیار کرنی چاہیے سختی بدزبانی سے بچنا چاہیے۔ عائشہ نے عرض کیا: حضور ﷺ آپ نے اِن کی بات نہیں سنی آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے میرا جواب نہیں سنا میں نے اِن کی بات انہی پر لوٹا دی اور ان کے حق میں میری بددعا قبول ہو جائے گی لیکن میرے حق میں ان کی بددعا قبول نہ ہو گی۔"(29)

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی پاک ﷺ نے حضرت عائشہ h کو سخت گوئی اور بدزبانی سے منع فرمایا اور انھیں نرم رویہ اختیار کرنے کی تاکید کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہودیوں کے غلط طریقہ سلام پر برہمی کا اظہار کیا اور فوراً ہی اپنے ردِ عمل کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ٹھہرو! عائشہ تمہیں نرم خوئی اختیار کرنی چاہیے سختی اور بدزبانی سے بچنا چاہیے۔"

نبی پاک ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سخت رویے پر سرزنش کی اِس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کو نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے کیونکہ سخت لہجہ اور الفاظ سے عورتوں کی زندگی میں ازدواجی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہے کیونکہ ایک عورت شادی کے بعد بہت سے رشتوں میں بندھ جاتی ہے اگر وہ سخت گوئی کا مظاہرہ کرے گی تو اُس کے لیے سسرال میں زندگی گزارنا مشکل ہو جائے گی ایک طرف سسرالی رشتہ دار ناراض ہوں گے تو دوسری طرف شوہر کے ساتھ تعلقات بھی خراب ہو جائیں گے اِس لیے نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو نرم رویہ اختیار کرنے کی تاکید کی ہے نبی پاک ﷺ کی حیات مبارکہ میں بے شمار ایسی مثالیں ملتی ہیں جس سے آپ ﷺ کے قوت برداشت کا اندازہ ہوتا ہے لیکن نبی پاک ﷺ نے اپنے نرم رویہ کی بناء پر خاتم النبیین کے منصب پر فائز ہوئے اِس لیے عورتوں کو چاہیے کہ انہیں آپ ﷺ کی زندگی سے سبق سیکھنا چاہیے تاکہ اُن کی زندگی میں آسانیاں پیدا ہوں۔ اسلام میں عورتوں کو بناؤ سنگھار کی اجازت ہے اور یہ بناؤ سنگھار بیوی صرف اور صرف اپنے شوہر کے لیے کر سکتی ہے تاکہ وہ اپنے شوہر کے دل کو لبھائے اور دونوں ایک دوسرے کے لیے راحت اور سکون کا سبب بنے۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے بیعت کر لیجیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں تم کو اس وقت بیعت نہیں کروں گا جب تک کہ تم (مہندی لگا کر) اپنے ہاتھوں کی صورت نہ بدلو گی (تمہارے ہاتھ اس وقت) کسی درندے کے سے ہاتھ معلوم ہوتے ہیں۔''(30)

اِس حدیثِ مبارکہ میں عورتوں کو مہندی لگانے کا ذکر موجود ہے۔ ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی تھیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائیں اور اِسی دن قریش کی دوسری بہت سی عورتوں کے ساتھ پہلی بیعت کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اِس حدیث میں ہند کی طرف سے جس بیعت کی درخواست کا ذکر ہے۔ بظاہر یہ اُنہوں نے بعد میں کسی وقت کی ہے اور اِسی موقع پر حضور ﷺ نے اِن کو ہاتھوں میں مہندی لگانے کی یہ ہدایت فرمائی دوسری بعض روایات میں بھی آپ ﷺ نے مہندی استعمال کرنے کی اِسی طرح تاکید فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کی اس ہدایت و تعلیم سے اسلامی شریعت کا یہ نقطہ نظر معلوم ہو گیا کہ عورتوں کو جائز حد تک زینت اور سنگھار کے اسباب استعمال کرنے چاہئیں۔ ظاہر ہے یہ چیز اِن کے اور ان کے شوہروں کے درمیان محبت اور قلبی تعلق میں اضافہ کا باعث ہو گی۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا۔ جس پر تصویریں تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپ ﷺ نے پردہ پکڑا اور اِسے پھاڑ دیا۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اِن لوگوں پر سب سے زیادہ عذاب ہو گا جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔''(31)

اِس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے تصویروں کی ممانعت کی ہے۔ آپ ﷺ نے گھر میں ایک ایسا پردہ لٹکا ہوا دیکھا جس پر تصویریں بنی تھی تو آپ ﷺ نے نہ صرف برہمی کا اظہار کیا بلکہ پردہ بھی پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ تصویریں بنانے والوں کو آخرت میں شدید عذاب ہو گا۔ اِس حدیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھر میں کوئی غیر شرعی کام ہو رہا ہے تو یہ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس سے منع کریں کیونکہ شریعت میں ایسے کاموں کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے جو کہ اسلامی حدود قیود سے باہر ہوں۔ شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر میں اور اولاد کی تربیت کے دوران ایسے تمام کاموں سے منع کریں جن سے اولاد کے بگڑنے کے امکانات ہوں اور بیوی کو اُس کا بھرپور ساتھ دینا چاہیے تاکہ ایک اعلیٰ نسل پروان چڑھے جن سے ان کی دنیاوی عاقبت سنور جائے۔ موجودہ دور میں تصویر کشی کرنا ایک ماڈرن رجحان ہے جس کی بنا پر لڑکے اور لڑکیاں بے پناہ تصویریں کھینچ کر انٹرنیٹ پر بھیجتے ہیں اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ اولاد کی تمام غیر شرعی حرکتوں پر سختی کریں تاکہ منفی رجحانات کو کم کیا جا سکے اور آخرت کے عذاب سے بچا جا سکے۔

مسکراہٹ کامیاب زندگی کی علامت ہے۔ زوجین کے مابین تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے شوہر کی خوش مزاجی اور مسکراہٹ اہم کردار ادا کرتی ہے۔

((عن عائشة رضی الله عنہا قالت: مارايت النبیﷺ مستجمعاقط ضاحكاحتی اری منہ لهواتہ انما كان يتبسم))(32)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو اس طرح کھل کر کبھی ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا ہو۔

آپ صرف مسکراتے تھے۔"

اِس حدیثِ مبارکہ میں شوہر کی مسکراہٹ کا ذکر کیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے بلکہ آپ ﷺ مسکراتے تھے اور آپ کا تبسم اِس بات کی دلیل ہے کہ شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے ساتھ اپنے تعلقات کو شائستہ رکھے کیونکہ دونوں بعض اوقات معمولات زندگی کی ادائیگی میں اپنے حالات سے گھبرا جاتے ہیں۔ اگر شوہر میں مزاح کی حس ہو تو وقتاً فوقتاً ہلکا پھلکا مزاح کرنے سے دونوں کا دل بہل جاتا ہے۔ شوہر کی مسکراہٹ سے اُس کی بیوی خوش ہو جاتی ہے کیونکہ وہ سارا دن گھر کی چار دیواری میں رہتی ہے اور کاموں میں مصروفیت کی بنا پر اپنے آپ پر توجہ دینا بھول جاتی ہے تو یہ شوہر کا فرض ہے کہ اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرے حالانکہ دونوں کی مصروفیات میں بڑا فرق ہوتا ہے بسا اوقات دونوں بوریت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اِس لیے میاں بیوی دونوں کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے۔ شوہر جب گھر واپس آئے تو عورت مسکرا کر اس کا استقبال کرے۔ اِسی طرح شوہر بھی اپنی بیوی کے ساتھ دل لگی کرتا رہے تاکہ دونوں اپنے اپنے فرائض کو احسن طریقے سے سرانجام دیں۔ میاں بیوی کے رشتے میں مزاح اور تفریح کا عنصر ہونا ضروری ہے۔ اِس سے دونوں زندگی کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن اِس مزاح میں تحقیر اور تذلیل کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔

متذکرہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں زوجین کے حقوق و فرائض کو صراحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ حقوقِ زوجین میں دونوں کے مقام و مرتبہ کا تعین کر دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "اگر میں کسی کو کسی کا سجدہ کرنے کے لیے کہتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"[(33)] اِس حدیث مبارکہ سے شوہر کی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شوہر کو بیوی پر ایک درجہ زیادہ فضیلت حاصل ہے تاکہ اُسے اُس کے مقام و مرتبہ کا احساس ہو اور وہ اُس کی تابع دار اور اطاعت گزار ہو۔ اِسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "دنیا ایک پونجی ہے اور دنیا کی سب سے بہتر پونجی نیک بیوی ہے۔" اِس حدیثِ مبارکہ میں عورت کی حیثیت کا بھی تعین کر دیا گیا ہے۔ اسلام میں دونوں کی قدر و قیمت ایک دوسرے کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقوق و فرائض کی ادائیگی کے لیے دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون از حد ضروری ہے کیونکہ نان و نفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہے عورت اگر سمجھدار ہو گی تو مرد کی آمدنی کا موثر استعمال کرے گی اور بیوی کو یہ حق بھی دیا گیا ہے کہ وہ شوہر سے پوچھے بغیر اِس کی آمدنی کو نیکی کے کاموں میں صرف کر سکتی ہے۔ بشر طیکہ اِس کو خاوند کی رضامندی کا علم ہو اور اگر خاوند اپنے اہل و عیال پر خرچ نہ کریں تو عورت از خود بقدر ضرورت شوہر کے مال سے لے کر خرچ کر سکتی ہے اور تنگ دستی کی بنا پر بیوی شوہر کے ساتھ مالی تعاون بھی کر سکتی ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور نافرمانی کی صورت میں بیوی کو روکنے کی تاکید خاص کی گئی ہے اور بیوی کو مارنے پیٹنے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ معمولی سی مار کے ساتھ تادیب بھی جائز ہے۔ لیکن چہرے پر مارنے سے گریز کیا جائے اور یہ اجازت صرف ناگزیر حالات میں ہے۔ آپ ﷺ نے بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کو کمال ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے۔ عزت و احترام اور وقار کو برقرار رکھتے ہوئے زندگی کے معاملات سے احسن طریقے سے نبرد آزما ہونا چاہیے تاکہ دونوں ایک دوسرے سے راحت اور سکون

حاصل کریں تاکہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہو۔

الغرض شوہر کو اپنے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔اِس فریضہ کو احسن طریقے سے سرانجام دینا چاہیے تاکہ کسی بھی طرح اہل و عیال کی حق تلفی نہ ہو۔زوجین کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے تاکہ دنیاوی زندگی کے ساتھ اخروی زندگی میں بھی سرخرو ہو۔بیوی کی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں۔اِسے شرعی احکام و آداب سکھائیں۔اسلامی اخلاق اور اعمالِ صالح سے آراستہ کریں۔بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکیں۔

- بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک اور خوش خلقی سے پیش آئیں۔اِس کے دینی، معاشرتی اور مالی حقوق کشادہ دلی سے ادا کریں۔ہر معاملے میں احسان اور فیاضی کا برتاؤ کریں۔
- اپنی بیوی سے خوش گمان رہے گھریلو معاملات میں اِس پر اعتماد کریں۔اِس کی کوئی عادت یا حالت ناپسند ہو تو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔اِس کی بد خلقی، نافرمانی اور ناشکری پر صبر و تحمل اور عفو در گزر سے کام لیں۔
- بیوی کے بنیادی اور معاشی حقوق احسن طریقے سے پورے کرئے بیوی کو آسودہ، خوش حال اور مطمئن رکھیں تاکہ وہ بچوں کی پرورش، دیکھ بھال اور تربیت کا کام پورے اطمینان سے انجام دے سکے۔
- گھریلو امور، خاندانی معاملات اور اجتماعی زندگی کے جن شعبوں سے متعلق عورتیں تجربہ کار اور باشعور ہیں اِن کے بارے میں بیوی کی رائے اور مشورہ لیں تاکہ زندگی میں درپیش مشکلات کو باہمی مشاورت سے احسن طریقے سے حل کریں۔
- بیوی کی کوتاہیوں اور ناپسندیدہ باتوں پر اعلیٰ ظرفی، صبر و تحمل اور فراخ دلی سے درگزر کی روش اختیار کریں۔اس سے نفرت اور بغض نہ رکھیں۔محبت و ہمدردی، رحم، شفقت اور دل سوزی کے ساتھ اِس کی خامیاں دور کرنے کی کوشش کریں۔اِس کی خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فیاضی، صبر و ضبط اور ایثار و قربانی کا مظاہرہ کریں۔
- بیوی کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آئیں۔اس کے جذبات کا لحاظ رکھیں اور ہر ممکن دلجوئی کریں۔خوش طبعی، ہنسی، مزاح اور جائز تفریح سے اِس کا دل بہلائیں۔خوش اخلاقی، وفاداری اور خندہ پیشانی سے اِس کے ساتھ نبھاہ کریں۔

خاوند بیوی ایک دوسرے کے ہمدرد اور شریکِ راز ہیں۔اِس لیے کوئی ایک دوسرے کا راز نہ کھولے اپنی بیوی کی پردہ پوشی کریں اور عیوب چھپائیں اور اپنے گھر والوں کے سامنے اپنی بیوی کو نیچا نہ دکھائے بلکہ اس کی عزت اور تعظیم کریں تاکہ رشتہ تاحیات مضبوط بنیادوں پر استوار رہے۔

حوالہ جات

1۔ الروم 21:30
2۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، **باب کفران العشیر و کفر دون کفر**، رقم الحدیث: ۹۲

3۔ البقرہ228:02

4۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب النکاح، باب فی حق المراۃ علی زوجھا، رقم الحدیث:2142

5۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب الحج، باب حجۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث:2846

6۔ النسا19:04

7۔ البقرہ02:۲۲۸

8۔ الہیثمی، حافظ نورالدین، مجمع الزوائد، ج۴،، ص ۳۰۳

9۔ النسا04:04

10۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے اِس حساب سے ساڑھے بارہ اوقیہ کے پورے پانچ سو درہم بنتے ہیں۔

11۔ نسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب النکاح باب نحلۃ الخلوۃ، رقم الحدیث:3160

12۔ ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، ج۱۱، ص ۳۳۷

13۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال والمملوک، رقم الحدیث:994

14۔ دارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، السنن، کتاب البیوع باب فی الکسب وعمل الرجل بیدہ، رقم الحدیث:2579

15۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب اجر المراۃ اذا تصدقت او اطعمت من بیت زوجھا غیر مفسدۃ، رقم الحدیث:1440

16۔ ایضاً، کتاب الھبۃ وفضلھا، باب ھبہ المراۃ لغیر زوجھا وعتقھا اذا کان لھا زوج فھو جائز، رقم الحدیث:2592

17۔ ایضاً، کتاب المناسک، باب فتل القلائد للبدان والبقر، رقم الحدیث:1698

18۔ حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک، کتاب الاطعمۃ، رقم الحدیث:7077

19۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجھا، رقم الحدیث:1162

20۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النفقات، باب المراضع من المو الیات وغیر ھن، رقم الحدیث:5372

21۔ دارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، السنن، کتاب النکاح باب فی القسمۃ بین النساء، رقم الحدیث:2253

22۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الھبۃ وفضلھا، والتحریض علیھا، باب ھبۃ المراۃ لغیر زوجھا وعتقھا اذا کان لھا زوج فھو جائز، رقم الحدیث:2553

23۔ حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، رقم الحدیث:6790

24۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب لاستیذان، باب اغلاق الابواب باللیل، رقم الحدیث:6296

25۔ حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، رقم الحدیث:7215

26۔ حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، متدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، رقم الحدیث:6800

27۔ دارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، السنن، کتاب الاستیذن، باب فی النھی عن دخول المراۃ الحمام، رقم الحدیث:2693

28۔ حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، متدرک حاکم، کتاب الاحکام، رقم الحدیث:7066

29۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا ولا متفحشا، رقم الحدیث:6030
30۔ نعمانی، مولانا محمد منظور، معارف الحدیث، ج۶، ص412
31۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا الیٰ اهله، رقم الحدیث:6388
32۔ ایضاً، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکه، رقم الحدیث:3237
33۔ ابن ماجه، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی، السنن، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المراة، رقم الحدیث:1853

References

1. Al-Rum 30:21
2. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Book of Faith, chapter on infidelity of a partner and infidelity without infidelity, Hadith No.: 92
3. Al-Baqarah 02: 228
4. Abu Dawud, Suleiman bin Ish'at, Al-Sunan, Book of Marriage, Chapter on a woman's right over her husband, Hadith No.: 2142
5. Muslim, Abu Al-Hussein Muslim bin Hajjaj, Al-Sahih, The Book of Hajj, Chapter on the Hajj of the Prophet, may God bless him and grant him peace, Hadith No.: 2846
6 Al-Nisa 19:04
7. Al -Baqarah 02:228
8 Al-Haythami, Hafez Nour al-Din, Majma' al-Zawa'id, vol. 4, p. 303.
9. Al-Nisa 04:04
10. One ounce is equal to forty dirhams, so twelve and a half ounces make up five hundred dirhams.
11. Nasa'i, Ahmad bin Shuaib, Al-Sunan, Book of Marriage, Chapter on the Solution of Being Secluded, Hadith No.: 3160
12. Ibn Hajar, Ahmed bin Ali, Fath al-Bari, vol. 11, p. 337
13 Muslim, Abu Al-Hussein Muslim bin Hajjaj, Al-Sahih, Book of Zakat, Chapter on the Virtue of Spending on Family and Property, Hadith No.: 994
14. Darmi, Abu Muhammad Abdullah bin Abdul Rahman, Al-Sunan, Book of Sales, Chapter on Earning and a Man's Work with His Hands, Hadith No.: 2579
15. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Book of a woman's reward if she gives charity and feeds from her husband's house without spoiling it, Hadith No.: 1440
16 Ibid, the Book of Gifts and Its Virtue, chapter on giving away a woman to someone other than her husband and emancipating her if she has a husband is permissible, Hadith No.: 2592
17. Ibid, the Book of Rites, chapter on twisting necklaces for camels and cows, Hadith No.: 1698
18 Hakim, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah, Al-Mustadrak, The Book of Attempts, Hadith No.: 7077
19. Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Issa, Al-Sunan, Book on Breastfeeding, Chapter on what is stated regarding a woman's right to her husband, Hadith No.: 1162
20 Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Book of Expenditures, Chapter on Breastfeeding Women and Others, Hadith No.: 5372
21 Darmi, Abu Muhammad Abdullah bin Abdul Rahman, Al-Sunan, The Book of Marriage, Chapter on Division between Women, Hadith No.: 2253
22 Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, The Book of Gifting and Its Virtue, and Incitement Against It, Chapter on Gifting a Woman to Someone Other than Her Husband and Emancipating Her If She Has a Husband is Permissible, Hadith No.: 2553
23 Hakim, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah, Al-Mustadrak, Book of Knowing the Companions, Hadith No.: 6790
24 Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Book for Istidhaan, Chapter on

Closing Doors at Night, Hadith No.: 6296
25 Hakim, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah, Mustadrak Hakim, Kitab Al-Ashraba, Hadith No.: 7215
26 Hakim, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah, Mustadrak Hakim, Book of Knowing the Companions, Hadith No.: 6800
27 Darmi, Abu Muhammad Abdullah bin Abdul Rahman, Al-Sunan, The Book of Permission, Chapter on the Prohibition of a Woman Entering the Bathroom, Hadith No.: 2693
28 Hakim, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah, Mustadrak Hakim, Book of Ahkam, Hadith No.: 7066
29 Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Book of Manners, Chapter: The Prophet, may God bless him and grant him peace, was not obscene or obscene, Hadith No.: 6030
30 Nomani, Maulana Muhammad Manzur, Ma'arif al-Hadith, vol. 6, p. 412
31 Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Book of Supplications, Chapter: What He Says When He Comes to His Family, Hadith No.: 6388
32 Ibid, The Book of the Beginning of Creation, Chapter on Mention of the Angels, Hadith No.: 3237
33. Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid Qazwini, Sunan, Book of Marriage, Chapter on the Husband's Rights over the Woman, Hadith No.: 1853